تقریر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، نے دورہ افغانستان کے دوران قندھار میں تلامذہ اور تحریک طالبان کے قائدین اور امیرالمومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی موجودگی میں جو پراثر خطاب فرمایا تھا وہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنهم فی الارض

تحریک طالبان کی سپریم قیادت نے قندہار پہنچنے پر 21 اگست صبح دس بجے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ان کے وفد کے لئے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ مرکزی قائدین پانچ صوبوں کے والی اور مجلس شوریٰ کے سپیکر مولانا محمد حسن ولایت قندہار کے والی مولانا محمد حسن حقانی رحمانی خارجہ امور کے انچارج ملا محمد غوث اور تحریک کے اکثر سرگرم رہنما موجود تھے تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سمیع الحق نے حسب ذیل جامع اور اثر انگیز خطاب کیا جس کے بعد امیرالمومنین ملا محمد عمر مدظلہ کا مختصر خطاب ہوا دونوں تقاریر ٹیپ ریکارڈ کے مدد سے پیش کئے جارہے ہیں۔

عزت مآب امیرالمومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور میرے تمام بزرگو، طلباء کرام اور معزز بھائیو!

بڑی جستجو وتمنا کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میں اور میرے ساتھ علماء مشائخ اور پاکستان بھر کے دانشور وکلاء اور صحافی حضرات یہاں پہنچے ایک ایسی سرزمین پر ہمیں سانس لینے کا موقع ملا ہے۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا قرآن اور اسلامی نظام نافذ کرنے کا عمل جاری ہے۔ نیک اور صالح لوگوں سے ہمیں یہاں مل بیٹھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ آزاد علاقہ ہے جہاں کسی بھی غیر ملکی قوت کا تسلط نہیں ہے۔ بلکہ طالبان ہی اس نظام کو آگے چلا رہے ہیں۔

طویل اور صبر آزما، جدوجہد کی جو جنگ افغان قوم نے لڑی۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک سپر طاقت کے خلاف جہاد کیا۔ 15 لاکھ مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہید ہوئے۔ انہوں نے ایسی بے نظیر قربانی دی ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اس جدوجہد کا اس قوم کو بہترین ثمرہ ملنا چاہئے

تھا۔ تمام عالم اسلام اس ثمرہ کا منتظر تھا۔ اور ثمرہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ ملک میں نفاذ شریعت اور امن قائم ہوتا۔ یہاں یہ اسلامی نظام کا منظر سامنے آتا۔ اور اس کے اثرات تمام ملت پر مرتب ہوتے۔ مگر ہوا کیا؟ اب جو ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔ اس سے تمام امت مسلمہ پریشان ہے۔ کہ قربانیاں کدھر گئیں۔ 15 لاکھ شہداء کی قربانی کے بعد پوری ملت ارشاد ربانی حتی اذا استیئس الرسل الایہ کی کیفیت میں مبتلا تھی کہ یا اللہ اتنی قربانی کے بعد بھی نقد ثمرہ مرتب نہیں ہوتا اور اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا تو کیا بنے گا۔ دلوں میں درد و غم کی ایک کیفیت تھی۔ اور ایک اضطراب تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو رحم آہی گیا اور طالبان کی صورت میں امید کی کرن پیدا ہوئی۔

حضرات گرامی! جہاد افغانستان کے ساتھ ہمارا تعلق ابتداء سے ہے۔ تمام دینی مدارس بالعموم اور دارالعلوم حقانیہ بالخصوص جہاد کے ساتھ وابستہ رہا ہے۔ میرے والد مرحوم و مغفور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ آخر دم تک جہاد کے ساتھ وابستہ رہے۔ تمام جہادی تنظیموں کے مجاہدین بلکہ صف اول کے کمانڈروں کی ایک کثیر تعداد کا تعلق جامعہ حقانیہ سے تھا۔ مولانا جلال الدین حقانی' مولانا محمد نبی محمدی' مولانا محمد یونس خالص وغیرہ یہ سب مولانا عبدالحق کے شاگرد ہیں۔ اس طرح پروفیسر ربانی پروفیسر سیاف انجینئر حکمت یار حضرت مجددی حضرت گیلانی صاحب احمد شاہ صاحب سے بھی جہاد کے دوران ایک ہی طرح کا تعلق رہا۔

ہم نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کی ایک چھاؤنی بنا دیا تھا۔ خود ربانی صاحب اور دوسرے لیڈر دارالعلوم آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پروفیسر ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب روس میں اشتراکی انقلاب آیا تو بخارا میں ایک دینی مدرسہ تھا "میر عرب" کے نام سے۔ اس مدرسہ نے اس انقلاب کے خلاف بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ تو ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کے لئے میر عرب کا مدرسہ قرار دیا تھا۔

دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے جہاد افغانستان کے لئے ایک مرکزی چھاؤنی کی حیثیت دی۔ مولانا فتح اللہ شہید مولانا احمد گل شہید ایسے سینکڑوں معروف علماء ہیں جن کا تعلق دارالعلوم سے تھا۔ جہاد افغانستان میں بنیادی جہادی کردار انہی مدارس کے طلباء اور علماء نے ادا کیا تھا۔ حکمت یار صاحب' ربانی صاحب' سیاف صاحب اور دیگر قائدین ...... اپنی جگہ ان کی قیادت بجا قابل قدر تھی لیکن اصل کردار ان بوریہ نشین طالب العلموں نے ادا کیا تھا۔ آج اس وجہ سے امریکہ اور مغربی دنیا ان بوریہ نشینوں سے لرزاں و ترساں ہے۔ تاریخ میں یہی لکھا جائے گا کہ انہی لوگوں نے دنیا کی سپر طاقت کو صفر طاقت بنا دیا آج بھی یہ بوریہ نشین طلباء پوری دنیا کے لئے ایک الٹی میٹم اور چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے خلاف

ان کو ختم کرنے کے لئے پوری مشینری ذرائع ابلاغ اور قوت استعمال میں لا رہے ہیں۔
میں ان تمام حضرات کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب جہاد افغانستان بار آور ہوا اور سفید ریچھ اپنے زخم چاٹتا ہوا افغانستان کی سرزمین سے نکل گیا تو طلباء اور علماء میدان جنگ سے واپس ان مدارس میں آگئے اور اپنے درس و تدریس کے شغل میں مشغول ہوگئے۔ ان کی یہی تمنا اور خواہش تھی کہ یہ قائدین اپنے درمیان مصالحت کرلیں متفق ہوجائیں۔ حکومت یہی کریں۔ ہم نے جو قربانیاں دی تھیں وہ اقتدار کے حصول کے لئے نہیں تھیں۔ طلباء اور علماء کے تصور میں بھی نہیں آیا ہوگا کہ ہم اقتدار حاصل کریں۔
پھر ہم سب نے ملکر یہ کوششیں شروع کردیں کہ یہ آپس میں متفق ہوجائیں ایک فارمولے پر یہ ملک اقتدار کی رسہ کشی کے لئے آزاد نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ اسلام کے لئے آزاد ہوا تھا۔ یہ آپ کو معلوم ہوگا کہ مصالحت کی ہر کوشش میں میں بھی شریک تھا۔ حتی کہ ہم ان سب لیڈروں کو مکہ معظمہ لے گئے۔ خانہ کعبہ کے اندر رات ڈھائی بجے ان کو داخل کرایا۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف بھی موجود تھے اور ساتوں تنظیموں کے لیڈر بھی موجود تھے۔ تین دن سعودی عرب میں اور مسجد حرام کے قصرالصفاو میں شاہی مہمان رہے غالباً" 27 رمضان کی شب کو گویا مسجد حرام ہی میں شاہ فہد کی موجودگی میں معاہدہ کی توثیق ہوئی۔ مسجد حرام کے متصل ان سے عہد و پیمان لئے گئے کہ جنگ آپس میں نہیں کرنی ہے۔ واپسی پر ایران آئے صدر رفسنجانی سے ملے ان کی خواہش تھی کہ وہ بھی اس معاہدے میں شریک ہوں کیونکہ ایران کو بھی مسئلہ افغانستان سے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔ وہاں بھی رات بھر عہد و پیماں ہوتے رہے۔ حکمت یار اور ربانی صاحب راستے میں میرے ساتھ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا اور رسول کی خاطر آپس میں یہ خانہ جنگی ختم کرلیں۔ خانہ کعبہ کا لحاظ کرلیں۔ مگر افسوس وہ ساری تگ و دو ضائع چلی گئی۔ افغانستان کی فضاء پر مایوسی کے بادل چھا گئے۔ خانہ کعبہ کے امام جناب ؒ ابن سبیل کی قیادت میں علماء کا ایک وفد آیا۔ لیکن ان کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ ان پر فائرنگ کی گئی بڑی مشکل سے ان بے چاروں کی جانیں بچیں۔ مصالحت کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی۔ ان قائدین کے حب جاہ و اقتدار اور غرور نے تمام عالم اسلام کے سر شرم سے جھکا دیئے۔ جہاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اور عالم اسلام کے تمام درمندوں اور جہاد سے وابستہ فرزندان توحید کے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے بعد ہم ان سے مایوس ہوگئے۔ بعد ازاں ہمیں کوئی بھی مصالحانہ کوشش کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی تھی میں نے کہا کہ مصالحت کے بجائے اب باغی کا تعین کرلیں۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا

فاصلحوا بينهما فان بغت احداهما على الاخرىٰ فقاتلوا التى تبغى حتىٰ تفئى الىٰ امر الله

ترجمہ

اب ان میں تعین کرلیں کہ باغی کون ہے۔ ظالم کون ہے۔

طالبان کی تحریک تو اس وقت شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ میری رائے تھی کہ اب مصالحت نہیں ہوسکتی۔ تعین کرلیں اور فتویٰ دے دیں کہ یہ ظالم ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بڑے بڑے ممالک مصالحت کا شکار ہیں۔ وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ بات کو مصلحتوں کے چکر میں رکھنا چاہتے تھے۔ کہ دونوں فریق راضی رہیں۔ اور امن کے بہانہ جنگ جاری رہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے طالبان کو اٹھایا۔ یہ میرے دل کی آواز ہے۔ دارالعلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں آج سے تین سال پہلے میں نے کہا تھا کہ لوگ مصلحتوں کا شکار ہیں۔ افغانستان کے اندر امن اور تعمیر نو سے ان کی کوئی دلچسپی نہیں۔ ربانی کے خلاف مت کہو حکمت یار کے خلاف مت کہو۔ میں نے سینٹ کے اندر کہا تھا کہ باغی کا تعین کرلو۔ میں نے کہا تھا کہ جب تک سارے متحارب گروہوں کے لیڈر راستے سے نہیں ہٹتے۔ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ امن کے قیام کا یہی راستہ ہے کہ ان ساتوں کو درمیان سے ہٹا دیا جائے۔

اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ قدسی صفت لوگوں کی یہ جماعت اٹھے گی اور ان ظالموں سے اپنی بدقسمت ملت کو نجات دے گی میری خواہش تھی کہ کاش کوئی تیسری طاقت اٹھے۔ اور ان لڑنے والوں سے ملک کو نجات دلا دے۔

ہم سب یہ باتیں سنتے رہتے تھے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے امن قائم کردیا۔ خون خرابہ نہیں ہوا ہے۔ پولیس نہیں ہے فورس نہیں ہے لیکن بولاک کی سرحد سے یہاں تک رات کو بھی لوگ آجاسکتے ہیں ساتھیوں نے بتایا کہ اگر سونے کا بکس گر جائے کسی سے تو اس کو بھی کوئی نہیں اٹھاتا۔ یہ باتیں سن کر ہم حیران ہوتے تھے کہ یااللہ خیرالقرون کی یہ جھلک ہم کو بھی دکھلا دے۔ اس جذبہ کے پیش نظر تمام عالم اسلام کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم یہی سوچ لے کر یہاں آئے ہیں۔ اور اپنے صحافی بھائیوں کو بھی اسی جذبہ کے تحت یہاں لائے ہیں۔ کہ آپ کے خلاف سخت خطرناک اور زہریلا پروپیگنڈا چل رہا ہے۔ آج مغرب اور امریکہ آپ کا دشمن بن چکا ہے۔ یہ لوگ یہ نہیں چاہتے کہ دنیا

کے کسی بھی خطہ میں طلبا اور بنیاد پرستوں کا اقتدار آئے۔ وہ آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ حقوق انسانی کے مخالف ہیں۔ وحشی اور درندے ہیں۔ وہ اسلام کی یہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ صبح شام لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جبراً" ڈاڑھی رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یعنی اسلام کی ایک سیاہ اور بھیانک تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بی بی سی' سی این این اور تمام مغرب' صیہونی میڈیا پروپیگنڈے کا ایک طوفان آپ کے خلاف برپا کئے ہوئے ہے۔ یہ اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر تو انہوں نے نہیں دیکھی ہے جسے آپ الحمدللہ قائم کر رہے ہیں۔ یہ عملی تصویر صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آجائے تو دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ ملت کفریہ نہیں چاہتی کہ اسلام صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آئے۔

ہے مگر اس عصر حاضر کے تقاضاؤں سے خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

الحذر آئین پیغمبر سے سوبار الحذر
حافظ ناموس زن مرد آزما مرد آفریں
اور چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب

اس خیال سے میں ان صحافیوں کو بھی یہاں لے آیا ہوں۔ تاکہ آپ کے ساتھ براہ راست گفتگو کریں۔ آپ کے امیر المومنین کے ساتھ بھی ملاقات کرلیں۔ اور صحیح حالات دنیا کے سامنے پیش کرلیں۔ اس لئے کہ جس طرح ہمارا فریضہ ہے اس طرح یہ صحافی بھی اسلام کے سپاہی ہیں۔ یہ بھی پروپیگنڈوں کی زد سے نکلیں۔ میری خواہش ہے کہ ان کے ساتھ زیادہ روابط قائم کریں۔ پشاور آئیں اسلام آباد آئیں ان سے ملیں۔ ان کو حالات کی خبر دیں۔ اس کے انتظامات میں عاجز کرنے کو تیار ہوں۔ کہ تمام پریس کے لوگ پشاور' اسلام آباد یا پاکستان میں کسی اور جگہ جمع ہوں۔ جس طرح کل رات مولانا احسان اللہ احسان صاحب نے بڑے واضح دلائل کے ساتھ حقائق بیان کئے۔ یہ تبلیغیات اور میڈیا کا زمانہ ہے۔ تمام دنیا ایک گھر کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہر آدمی اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہے۔ بٹن دباتا ہے۔ اور پروپیگنڈہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ کہ طالبان لگے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ پوڈر بیچتے ہیں۔ ہیروئن بیچتے ہیں۔ مغرب اس طرح کی شرمناک تصویر دنیا کے سامنے طالبان کی پیش کر رہے ہیں۔ آپ اس محدود کامیابی پر مطمئن ہوکر نہ بیٹھیں۔ کہ امن قائم کردیا۔ آپ کے سامنے بہت بڑا چیلنج ہے آپ نے یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈوں کے سامنے بند باندھنا

ہے۔ ان کو یہ دکھانا ہے کہ یہاں عورت محفوظ ہے اس کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو اسلام اس کو دیتا ہے اس نظام میں وہ غیر محفوظ تھی۔ جو حقوق عورت کو اسلام دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ ان کو یہ دکھانا ہے کہ یہاں معاشی نظام کیسا ہے انصاف کیسا ہے نظام عدل کیسا ہے ایک ہاتھ کے کٹنے سے لاکھوں ہاتھوں کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے ایک پر حد قائم ہونے سے لاکھوں کی جانیں محفوظ ہوگئیں۔ آپ کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ پوری دنیا کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہے۔ آپ اپنی محدود دنیا سے باہر نکلیں۔ اور تمام ملت اسلامیہ کو دکھا دیں کہ اسلامی نظام ایسا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا کرم ہوگا۔ ہمارے لئے راستہ کھل جائے گا۔ پاکستان میں ہمارا راستہ بند پڑا ہے۔ مصر میں شام میں الجزائر میں سوڈان میں عملی راستہ نہیں۔ امریکہ ہر جگہ مسلط ہے۔ ظالم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ بھی امریکہ کے لوگ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اے نادانو! امریکہ تو دنیا کے کسی بھی گوشہ میں ملا اور طالب کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ تو دارالعلوموں اور مدارس کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ وہ کیسے طالبان کی پشت پناہی کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری لا ڈال دی ہے آپ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ ایسی پاک صاف اور نورانی قیادت دی ہے کہ غالباً" اس وقت پورے عالم اسلام میں کسی بھی مملکت کو ایسی قیادت نصیب نہیں۔ میں اس موقع پر آپ کے توسط سے ان قائدین سے اپیل کرتا ہوں جو کابل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ربانی صاحب حکمتیار صاحب احمد شاہ مسعود صاحب سیاف صاحب ان سب سے میری دلی درخواست ہے کہ طالبان آپ کے دشمن نہیں یہ ایک فریق نہیں آپ کے بچے ہیں یہ اچانک آسمان سے نہیں اترے ہیں۔ انہوں نے جہاد کیا ہے ان کے لئے راستہ ہموار کریں ان کے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔ لتکون کلمتہ اللہ ہی العلیا۔ تو یہ تمام عالم اسلام پر آپ کا احسان ہوگا۔ اور افغانستان پر بھی - ان سب قائدین کے ساتھ میرے بھی اچھے تعلقات تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے اعتماد کو مجروح کر دیا ہے۔ طالبان نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے کھلے رکھے تھے مجھے ایک ایک کوشش ان کی معلوم ہے لیکن ہر بار مذاکرات کے بعد انہوں نے اعتماد کو مجروح کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ اب ان کا مزید اعتماد باقی نہ رہا۔ اگر یہ اعتماد وہ بحال کرنا چاہتے ہیں۔ اور اخلاص کے ساتھ اپنی قوت طالبان کے حوالہ کر دیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم تمہارے خادم بن جائیں گے۔ وہ قائدین ہمیں اپنا دشمن نہ سمجھیں۔ انہیں چاہئے کہ طالبان کو اسلام کا ایک سپاہی جانیں اور ان کی سرپرستی کریں۔

میں ان ہی کلمات پر اکتفاء کرتا ہوں اور آپ کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ ان نازک حالات میں آپ نے ہمیں اتنی توجہ دی وقت دیا اور آپ امیر المومنین مدظلہ بذات خود یہاں تشریف لائے جو بہت کم ملاقات کرتے ہیں۔ ورنہ ہم خود ان کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ یہ ہم سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کا ایک منصب

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کسی کو دیتا ہے۔ پھر تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت ملحوظ رکھنی ہوتی ہے۔ اب اگر ایک محدود خطہ میں بھی کسی کو اللہ تعالیٰ نے امارت مومنین کا منصب دے دیا تو اس کی اطاعت اور اسکی عظمت کا پورا پورا خیال رکھیں ہم انشاء اللہ آپ کی حمایت کرتے رہیں گے ہمیں اپنا خادم جانیں اور میں یہی تمنا کرتا ہوں کہ قیام امن کے لئے جنگ کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہو۔ تو اس پر بھی نظر ملحوظ رکھیں۔ بایں طور کہ آپ کا موقف آپ کی سیاست اور آپ کا ھدف مجروح نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے ہدف سے دستبردار ہو جائیں۔ اگر جنگ کے علاوہ مذاکرات کے راستہ کا کوئی حل نظر آئے اسے بھی نظرانداز نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

میں تمام علماء کرام اور صحافی بھائیوں کی طرف سے آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

واخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

بقیہ ص ۱۶

جواب زبانی جواب سے بہتر ہوتا ہے۔

کفار اور دنیا بھر کے بے دین قوتوں کی کوشش ہے کہ طالبان غالب نہ ہوں دینی قوتیں غالب نہ ہوں۔ آپ جیسے دیندار اور مہربان مسلمانوں کی یہ کوشش ہے کہ ہم کامیاب ہوں۔ آپ ہماری سرپرستی کرتے ہیں ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں جہاں بھی ہے اس پر نفاذ شریعت کے لئے کوشش کرنا فرض ہے ہر مسلمان اس بات کا مکلف ہے۔

بہرحال آپ کی آمد پر ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ اور ہماری خوشی و کامیابی کو اپنی خوشی اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو قدم قدم پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین